Lesson 6: Al-A'araaf (Ayaat 103- 137): Day 24

سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف کی تفسیر

اَب فرعون کے دربار سے قصّہ شروع ہو رہا ہے؛

وَ قَالَ مُوۡسٰی یٰفِرۡعَوۡنُ اِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰۴﴾ اور موسیٰ نے کہا اے فرعون بے شک میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں (۱۰۴)

اے فرعون، یعنی عزّت سے بلایا ہے۔ جیسے کہتے ہیں، صدر صاحب وزیرِ اعظم صاحب۔ لوگوں کو بہترین طریقے سے مخاطب کریں۔ پھر فرمایا کہ میں اللہ کے دین کا خادم ہوں۔ پھر آپ دیکھیں کہ یہ فرمایا کہ میں 'اِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔۔بے شک میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں' کی طرف سے آیا ہوں۔ خوبصورت کلام تو عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ 'قلیل ہو اور دلیل والا ہو'۔ لیکن یہاں فرمایا تمام جہانوں کے رَبّ کی طرف سے رسول ہوں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ فرعون کی بادشاہی کے سحر کو توڑنے کے لئے۔ کہ تم تو اپنی طرف سے اس دنیا کے رب بنے بیٹھے ہو (نعوذ باللہ)۔ لیکن میں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے آیا ہوں۔

عام طور پر کسی مشہور کمپنی میں نوکری مل جائے تو مائیں بھی خوش ہوتی ہیں اور بچے بھی فخر سے سب کو بتاتے ہیں۔ آپ اُس بندے کی خوشی کا اندازہ لگائیں جس کو اللہ کے دین کے کام کا موقع مل جائے۔ اُس کو دنیا کے کسی تحفے کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ 'اِنّ اجری علی اللہ'

میرا اَجر تو صرف اللہ کے پاس ہے۔ موسیٰؑ کی عزّت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ اللہ کے منتخب، اللہ کے چُنے ہوئے رسول ہیں۔

حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ؕ ﴿۱۰۵﴾ میرے لیے یہی مناسب ہے کہ سوائے سچ کے کوئی بات خدا کی طرف منسوب نہ کروں میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک بڑی دلیل لایا ہوں پس بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے (۱۰۵)

حَقِيْقٌ بہت خوبصورت لفظ ہے۔ یہ بات حق ہے، سچ ہے۔ ثابت شدہ ہے۔ کہ میری زبان سے سچ نکلتا ہے۔ میں اللہ کی طرف سچ کو ہی منسوب کرتا ہوں۔

ایک سچا دین کا داعی اللہ کی طرف کوئی جھوٹ منسوب کر ہی نہیں سکتا۔ موسیٰؑ کہتے ہیں مجھے یقین ہے کہ تم مجھے جھوٹا ثابت کر ہی نہ سکو گے۔ آپ خود سوچیں اللہ کی بات کرنے والے جب دین کی بات میں اپنی پسند شامل کر دیں کیا وہ اتنی سچائی اور اتنے یقین سے اپنا پیغام پیش کر سکتے ہیں؟

آج بھی کئی مخلص اور دیندار اللہ کا صحیح دین دلیل کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ آج کے دَور میں یہ جائز ہے اور فلاں کام کر لینا چاہئیے اور اُن کے پاس اس بات کی کوئی مستند دلیل نہیں ہوتی۔ وہ اپنی بات کو قرآن اور سنت سے ثابت نہیں کر سکتے۔

آپ دس لوگوں کے قرآن کے لیکچرز اور دَرس سُن لیں۔ آپ کے دِل کو وہی بات لگے گی جس کو خود یقین ہے کہ اللہ کا پیغام سچا ہے۔ جو خود اللہ کے دین سے مخلص ہو کر صحیح دین دوسروں تک پہنچا رہا ہے۔ دین کی بات یقین سے ہی آگے پہنچائی جا سکتی ہے۔ دین کی بات کو حق سے آگے پہنچائیں۔ اُس پر عمل کریں۔ اَثر تب آئے گا جب آپ خود عمل کرینگی۔

نبیوںؑ کی زندگی سے یہ بات سیکھیں کہ آپ خود دین پر عمل کریں۔ پھر پورے یقین سے دینِ حق کو آگے پہنچائیں۔

ایک سکالر بہت جوش اور جذبے سے درس دیتے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ کہا کہ میں اس لئے پُر اعتماد ہو کر بولتا ہوں کیونکہ میں خود ان باتوں پر عمل کرتا ہوں۔ کوئی مجھ پر انگلی نہیں اُٹھا سکتا۔ جو خود عمل نہیں کرتے وہ ڈرے رہتے ہیں کہ کوئی ہمیں یہ نہ کہہ دے خود تو ایسے ہو اور بول تو بڑے زور سے رہے ہو۔ وہ بھیگی بلی بنے رہتے ہیں۔

روایات میں ہے کہ یہ فرعون موسیٰؑ کو جانتا تھا۔ جب پہلا فرعون زندہ تھا۔ پہلے فرعون نے موسیٰؑ کو اپنی بی بی آسیہ کے کہنے پر پرورش کے لئے لیا تھا۔ اُس وقت تک اُن کے نرینہ اولاد نہیں تھی۔ پھر اُس کا اپنا بیٹا ہؤا۔ اور جب موسیٰؑ نبیؑ کی حیثیت سے فرعون کے محل میں واپس گئے تو پہلا فرعون مر چکا تھا۔ اب اُس کا بیٹا رامسیس جو موسیٰؑ کا ہم عمر تھا تخت پر بیٹا تھا۔

(سورۃ القصص میں تفصیل پڑھیں گے)۔

اب یہ والا فرعون موسیٰؑ کا بچپن کا دوست تھا۔ دونوں ایک دوسرے کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔

یہاں دیکھیں موسیٰؑ کا انداز بہت پیارا ہے؛ '۔۔میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک بڑی دلیل لایا ہوں۔۔' یہ چیز دوسروں کا دماغ کھولتی ہے۔ آپ بھی ایسے ہی بات کیا کریں۔ یہ آپ کا قرآن ہے۔ آپ کا رَبّ ہے۔ اس طرح دوسرا بندہ اپنے آپ کو قرآن اور رَبّ کے قریب محسوس کرتا ہے۔

آپ کو قصّہ یاد ہو گا۔

حضرت اسحاق کے دو بیٹے عیسو اور یعقوب ہوئے۔ یعقوب، جن کا اصل نام اسرائیل تھا، کے بارہ بیٹے تھے۔ ان کی نسل بارہ قبیلوں کی شکل میں پھیلی اور بنی اسرائیل کہلائی۔ یعقوب کے بیٹے یوسف سوتیلے بھائیوں کی زیادتی کے نتیجہ میں غلام بن کر مصر میں بکے۔ وہاں طویل آزمایش سے گزرنے کے بعد ان کو بادشاہ کے دربار میں رسوخ حاصل ہوا تو انھوں نے اپنے والدین اور تمام بھائیوں کو کنعان کی کٹھن زندگی چھوڑ کر مصر میں آباد ہونے کی پیش کش کی۔ حضرت یعقوب نے اسے قبول کر لیا۔ چنانچہ یہ پورا خاندان مصر کو نقل مکانی کر گیا۔ ابتدائی ادوار میں تو ان کو وقار اور عزت کی زندگی ملی، لیکن زمانہ گزرنے کے ساتھ مصریوں کی اگلی نسلوں میں یوسف سے عقیدت بھی کم ہو گئی اور بادشاہت بھی ایک ایسے خاندان میں چلی گئی جو ان کا نقاد اور بنی اسرائیل کے وجود کو مصر پر ایک بوجھ سمجھتا تھا۔ اس خاندان نے بنی اسرائیل کو غلاموں کی حیثیت دے دی اور ان سے بیگار لی جانے لگی۔ کنعان سے آنے کے چند سو سال بعد ان کے اندر موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے منصب پر فائز کیا۔ انھوں نے اپنی قوم کو منظم کیا، ان کو فراموش کردہ آبائی دین کی از سر نو تعلیم دی اور ایمان کے تقاضے بتائے۔ انھوں نے مصر کے حکمران فرعون سے مطالبہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل پر ظلم نہ ڈھائے اور ان کو اپنے قدیم وطن کو لوٹنے کی اجازت دے دے۔

فرعون اِن سے بھاری کام کرواتا۔ اِن کو بہت کم کھانے کو دیتا۔ فرعونی دَور میں بنی اسرائیل ایک بہت برُے دَور سے گزر رہے تھے۔ وہ دعائیں مانگتے تھے کہ یا اللہ ہماری مدد کے لئے کوئی نبی بھیج۔

جب بھی کوئی نبی آتا ہے وہ انسانوں کو دوسرے انسانوں کی غلامی سے نکالتے ہیں۔ ایک اللہ کے بندے بننے کی تعلیم دیتے ہیں۔

انسان عام طور پر جلدی ہی دوسروں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور جلد ہی خاندان یار سموں یا نام کے عالم کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ ہم نے صرف اللہ کے بندے بننا ہے۔ جو انسان کسی نوکری پر لگ جائے وہ پھر سکون سے وہیں کام کرتا ہے۔ پھر ادھر اُدھر دوسری کمپنیوں کے پیچھے نہیں پھرتا۔ جب آپ کی پسند کی ملازمت مل گئی تو آپ سکون سے کام کرتے رہتے ہیں۔

آپ پورے خلوص سے اللہ کی اطاعت کو قبول کر لیں۔ پورے دِل سے نبی ﷺ کی پیروی کریں۔

جب لوگوں کو پتا چل گیا کہ آپ اپنی پسند کی پکی نوکری پر لگ گئے ہیں۔ تو کیا ادھر اُدھر نوکری ڈھونڈیں گے؟ کیا لوگ آپ کو نئی نوکری پیش کرینگے؟ آپ کہہ دیں میں تو اللہ کے دین پر پکا ہو گیا ہوں۔

قَالَ اِنۡ كُنۡتَ جِئۡتَ بِاٰيَةٍ فَاۡتِ بِهَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۱۰۶﴾

کہا اگر تو کوئی نشانی لے کر آیا ہے تو وہ لا اگر تو سچا ہے (۱۰۶)

فرعن کا سٹائل دیکھیں کہ اچھا اگر سچا ہے تو لا دکھا کیا کہتا ہے؟۔ جیسے عام طور پر جب آپ کسی کو دین کی دعوت دیں تو وہ اوپر سے سُن لے۔ لیکن نہ تو توجہ دے اور نہ ہی عزت دے۔ ویسے نہیں سنتے جیسے اپنی خاص میٹنگ میں بات سنتے ہیں۔

پھر موسیٰؑ نے کیا جواب دیا؟

فَاَلۡقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعۡبَانٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۰۷﴾ پھر اس نے اپنا عصا ڈال دیا وہ اس وقت صریح اژدھا ہو گیا (۱۰۷)

عَصَاهُ :ع ص یا۔لاٹھی۔ثُعۡبَانٌ ع ب ن۔یعنی اژدھا۔جان کہتے ہیں پتلے سانپ کو۔اور یہ اژدھا ہے ۔پہلے لاٹھی کو ڈالتے تو پتلا سانپ ہوتا تھا۔پھر بڑا ہو کر موٹا اژدھا بن جاتا۔کہتے ہیں اس کا منہ اتنا بڑا ہوتا کہ فرعون کا سارا محل اُس میں آجاتا۔

وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ اور اپنا ہاتھ نکالا تو اسی وقت دیکھنے والوں کے لیے سفید نظر آنے لگا(۱۰۸)

اسی طرح دوسرا معجزہ آپ نے یہ ظاہر کیا کہ اپنا ہاتھ اپنی چادر میں ڈال کر نکالا تو بغیر اس کے کہ کوئی روگ یا برص یا داغ ہو،وہ سفید چمکتا ہوا بن کر نکل آیا جسے ہر ایک نے دیکھا پھر ہاتھ اندر کیا تو یہ ویسا ہی ہو گیا۔

قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۰۹﴾ فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا بے شک یہ بڑا ماہر جادو گر ہے(۱۰۹)

جب ڈر خوف جاتا رہا، فرعون پھر سے اپنے تخت پر آبیٹھا اور درباریوں کے اوسان درست ہو گئے تو فرعون نے کہا: بھئی مجھے تو یہ جادو گر لگتا ہے اور ہے بھی بڑا استاد۔ان لوگوں نے اس کی تائید کی اور کہا حضور درست فرما رہے ہیں۔

يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ تمہیں تمہارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے پس تم کیا مشورہ دیتے ہو(۱۱۰)

اب مشورے کرنے لگے کہ اگر یہ معاملہ یونہی رہا تو لوگ اس کی طرف مائل ہو جائیں گے اور جب یہ قوت پکڑے گا تو ہم سے بادشاہت چھین لے گا۔ ہمیں جلا وطن کر دے گا۔ بتاؤ کیا کرنا چاہیئے؟ اللہ کی شان ہے جس سے خوف کھایا، وہی سامنے آیا۔

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۙ ﴿۱۱۱﴾ انہوں نے کہا کہ اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیج دے(۱۱۱)

درباریوں نے مشورہ دیا کہ ان دونوں بھائیوں کا معاملہ تو اس وقت رفع دفع کرو، اسے ملتوی رکھو اور ملک کے ہر حصے میں ہرکارے بھیج دو جو جادوگروں کو جمع کر کے آپ کے دربار میں لائیں۔

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾ تا کہ تیرے پاس ماہر جادوگر کو لے آئیں(۱۱۲)

تو جب تمام استادانِ فن جادوگر آ جائیں، ان سے مقابلہ کرایا جائے تو یہ ہار جائے گا اور منہ دکھانے کے قابل نہ رہے گا، یہ اگر جادو جانتا ہے تو ہماری رعایا میں جادوگروں کی کیا کمی ہے؟ بڑے بڑے ماہر جادوگر ہم میں موجود ہیں جو اپنے فن میں بے نظیر ہیں اور بہت چست و چالاک ہیں۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ ہم سمجھ گئے کہ تو جادو کے زور سے ہمیں ہمارے ملک سے نکال دینے کے ارادے سے آیا ہے تو اگر تجھ میں کوئی سکت ہے تو آ ہاتھ ملا، ہم تجھ سے مقابلہ کا دن اور جگہ مقرر کرتے ہیں اور جب جگہ مقرر ہو جائے، پھر جو بھاگے وہی ہارا۔

آپ نے فرمایا: اچھا ٹھیک ہے۔ جاؤ مجھے منظور ہے اور دن چڑھے اجالے کا وقت اور شرط یہ کہ یہ مقابلہ مجمع عام میں ہو۔ چنانچہ فرعون اس تیاری میں مصروف ہو گیا۔

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرۡعَوۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ كُنَّا نَحۡنُ الۡغٰلِبِيۡنَ ﴿۱۱۳﴾ اور جادو گر فرعون کے پاس آئے کہا اگر ہم غالب آئے تو ہمیں کچھ صلہ بھی ملے گا(۱۱۳)

لالچ نظر آرہا ہے۔ جادوگروں نے پہلے ہی فرعون سے قول و قرار لے لیا تاکہ محنت خالی نہ جائے اور اگر ہم جیت جائیں تو خالی ہاتھ نہ رہ جائیں۔

قَالَ نَعَمۡ وَاِنَّكُمۡ لَمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوۡا يٰمُوۡسٰٓى اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِىَ وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّكُوۡنَ نَحۡنُ الۡمُلۡقِيۡنَ ﴿۱۱۵﴾ کہا ہاں اور بے شک تم مقرب ہو جاؤ گے (۱۱۴) کہا اے موسیٰ یا تو تو ڈال یا ہم ڈالتے ہیں (۱۱۵)

فرعون نے وعدہ کیا کہ منہ مانگا انعام اور ہمیشہ کے لئے خاص درباریوں میں داخلہ دوں گا۔ جادوگر یہ قول و قرار لے کر میدان میں اتر آئے۔

جادوگروں کو اپنی قوت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ وہ سب اپنے اس فن کے لاجواب استاد تھے۔ اس لیے انہوں نے آتے ہی موسیٰ علیہ السلام کو چیلنج دیا کہ لو ہوشیار ہو جاؤ۔ تمہیں اختیار ہے کہ میدان میں اپنے کرتب پہلے دکھاؤ اور اگر کہو تو پہل ہم کر دیں۔

مفسرین کہتے ہیں کہ عام قومیں اللہ کا حکم نہیں مانتی لیکن ظاہری تصنع اور بناوٹ بہت ہوتی ہے۔

ظاہری آداب پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔

قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿١١٦﴾

کہاتم ڈالو پس جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کر دی اور انہیں ڈرایا اور اک طرح کا بڑا جادو دکھایا(١١٦)

موسیٰؑ کا اعتماد نظر آرہا ہے کہ تم ڈالو پہلے۔ مثال کئی دفعہ کہیں لیکچرز ہوں تو کچھ لوگ کہتے ہیں ہم نے پہلے درس دینا ہے۔ کوئی کہتا ہے ہم آخر میں درس دینگے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ اللہ کا پیغام پورے خلوص اور اعتماد سے دیں۔

یہاں اُس دَور کے جادوگروں کی نظر بندی کا جادو نظر آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا: بہتر ہے کہ تمہارے حوصلے نکل جائیں اور لوگ تمہارا کمال فن دیکھ لیں اور پھر اللہ کی قدرت کو بھی دیکھ لیں اور حق وباطل میں دیکھ بھال کر فیصلہ کر سکیں۔ وہ تو یہ چاہتے ہی تھے، انہوں نے جھٹ سے اپنی رسیاں اور لکڑیاں نکال نکال کر میدان میں ڈالنی شروع کر دیں۔ ادھر وہ میدان میں پڑتے ہی چلتی پھرتی اور بنی بنائی سانپ معلوم ہونے لگیں۔ یہ صرف نظر بندی تھی۔ فی الواقع خارج میں ان کا وجود بدل نہیں گیا تھا بلکہ اس طرح لوگوں کو دکھائی دیتی تھیں کہ گویا زندہ ہیں۔

کافی بڑا جادو نظر آرہا ہے۔ لوگ خوفزدہ ہو گئے۔

کیا شعبدہ بازی جائز ہے؟ اسلام میں جادو جائز نہیں ہے۔ اپنے بچوں کو بھی یہی تربیت دیں۔ جادو کرنا کرانا ہماری شریعت میں جائز نہیں ہے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۚ ﴿١١٧﴾

اور ہم نے موسیٰ کو وحی کے ذریعے سے حکم دیا اپنا عصا ڈال دے سو وہ اسی وقت نگلنے لگا جو کھیل انہوں نے بنا رکھا تھا(۱۱۷)

اسی میدان میں جادوگروں کے اس حملے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے لکڑی کو صرف زمین پر گرا، وہ اسی وقت ان کے سارے جادو کو ہضم کر جائے گی۔ چنانچہ یہی ہوا۔ آپ کی لکڑی نے اژدھا بن کر سارے میدان کو صاف کر دیا۔ جو کچھ وہاں تھا، سب کو ہڑپ کر گیا۔ ایک بھی چیز اب میدان میں نہ نظر آتی تھی۔

آپ یوں سمجھ لیں کہ موسیٰ کو خود معلوم نہیں تھا کہ وہاں کیا ہونے والا ہے؟

وَاَوۡحَيۡنَآ : یعنی اللہ نے اُن کو سُجھا دیا۔ مثال کہ بعض اوقات آپ اللہ کے دین کی تبلیغ کرتے ہیں۔ گھر سے کوئی سبق تیار کرکے گئے ہیں۔ وہاں جا کر دیکھا تو ماحول ہی فرق تھا۔ آپ کو کسی اور موضوع پر لیکچر دینا بہتر محسوس ہوُا۔ یہ بات اللہ آپ کے دِل میں ڈال دیتا ہے۔

ماحول سمجھ کر دین کی بات کریں۔ مثال آپ ہمسائے کے گھر گئے تو وہاں کوئی اور بات ہو رہی تھی۔ پھر آپ ماحول کے مطابق بات کریں۔

فَوَقَعَ الۡحَـقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَۚ‏ ﴿۱۱۸﴾ پھر حق ظاہر ہو گیا اور جو انہوں نے بنایا تھا وہ غلط ہو گیا (۱۱۸)

پھر موسیٰ علیہ السلام نے جہاں اس پر ہاتھ رکھا ویسی کی ویسی لکڑی بن گئی۔ یہ دیکھتے ہی جادوگر سمجھ گئے

کہ یہ جادو نہیں۔ یہ تو سچ مچ اللہ کی طرف سے معجزہ ہے۔

حق ثابت ہو گیا، باطل دب گیا۔ تمیز ہو گئی، معاملہ صاف ہو گیا۔ فرعونی بُری طرح ہار گئے۔

آج کے دَور کا حق قران ہے۔ اگر آپ اس پر عمل کریں اور اس سے مدد لیں تو قرآن آج بھی وہی کام کرے گا جو کئی صدیاں پہلے موسیٰؑ کے معجزے نے کیا تھا۔

جب نبیؐ پاک مکہ میں داخل ہوئے تو آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے؛

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾ "اور فرمادیجئے حق آگیا اور باطل مٹ گیا، بیشک باطل مٹنے والا ہے" سورۃ بنی اسرائیل۔

آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک چھڑی تھی۔ آپؐ اُس سے بُت گراتے جاتے تھے اور پھر آپؐ نے علیؓ اور کچھ صحابہ کرامؓ کو بھیجا کے مکہ کے سب علاقوں سے بتوں کو توڑ دو۔

آج ہمیں اسی چیز کی ضرورت تھی۔ آپ نے ضربِ کلیم کا نام سُنا ہو گا۔ موسیٰؑ کی ایک ضرب پڑی تھی تو سب جادو ختم ہو گیا۔ پھر ایک ضرب پڑی تھی تو سمندر میں راستہ بن گیا۔ ۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ نے ہمیں حق کے راستے پر چلا دیا۔

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۚ﴿١١٩﴾ پھر اس جگہ ہار گئے اور ذلیل ہو کر لوٹے (١١٩)

جادو گروں کو فوراً پتا چل گیا کہ یہ جادو نہیں کوئی معجزہ ہے۔ مثال جیسے ایک ڈاکٹر ہی دوسرے ڈاکٹر کی کمی کو پہچان سکتا ہے۔ ایک ماہر ہی اپنے شعبے کے شخص کی کمزوری کو پکڑ سکتا ہے۔ ہمارے اسلاف اپنے شاگردوں کی بہت تعریف نہیں کرتے تھے۔

یعنی وہ حق کے آگے جھک گئے۔ آتے ہی وہ کہہ رہے تھے کیا ملے گا؟ اُن کی شخصیت کیسی نظر آتی ہے؟ جادو جیسا کبیرہ گناہ کرنے والے۔ شرک جیسا بڑا گناہ کرنے والے، اور دُنیا کا لالچ دل میں رکھنے والے کہہ رہے تھے کہ جیت کر ہمیں کیا ملے گا؟

حدیث کا خلاصہ ہے کہ موسیٰؑ کے جادوگر صبح اُٹھے تو جہنمی تھے اور چاشت کے وقت جنتی بن کر اپنی جگہوں پر چلے گئے۔ ایک دفعہ آپ کو اللہ کے دین کی سمجھ آگئی تو آپ کو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت دُنیا کی ہر چیز سے پیاری ہو جائے گی۔

فرعون کے اندر تکبر تھا اس لئے اُس کو ایمان کی توفیق نہیں ملی۔ جادوگروں کو ایمان کی دولت نصیب ہو گئی۔ عاجزی انسان کو کامیاب ہو جائے گی۔ اِن کے اندر تعصب نہیں تھا۔

کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ دوسرے کو عزّت نہیں دیتے۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔

کبھی کسی کو یہ نہیں کہیں کہ فلاں کو اَب ہدایت نہیں ملے گی۔ فلاں تو دین کی بات ہی نہیں سنتا۔ فلاں تو ناشکرا ہے۔ اللہ کسی کو کبھی بھی ہدایت دے سکتا ہے۔ کسی کی اولاد کو کچھ بُرا کرتے دیکھیں تو دعا کریں۔ دِل سے سب کے لئے دعا کریں۔ خیر خواہی کریں۔

وَ اُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اور جادوگر سجدہ میں گر پڑے (۱۲۰)

یہ دیکھیں نئے مسلمان عاجزی سے جھک گئے۔ حق کا پہچان لیا۔ آپ سوچ لیں کہ جو لوگ پیدائشی مسلمان ہوتے ہیں۔ اُن کے اندر اَکڑ ہوتی ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ عمرے کر لئے ہیں۔ لیکن نئے مسلمان بہن بھائی آپ کو بہت عاجز اور بہترین اخلاق والے نظر آئیں گے۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢١﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿١٢٢﴾

کہاہم رب العالمین پر ایمان لائے(۱۲۱) جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے (۱۲۲)

فرعون اپنے آپ کو ربّ کہتا تھا۔ اس لئے اُن جادو گروں نے بات کو واضع کیا کہ ہم سب جہانوں کے رَبّ پر ایمان لائے۔ جو موسیٰ اور ہارون کا ربّ ہے۔ یہ ہے یقین اور استقامت والا ایمان۔

جب یہ یقین ہو جائے کہ میرا رب بہت بڑا ہے۔ پھر نہ آپ دکھی رہتے ہیں۔ نہ آپ پریشان رہتے ہیں کیونکہ آپ کو ربّ پر توکل ہوتا ہے۔

عبد اللہ بہاولپوری صاحب بہت سادہ مزاج انسان تھے۔ کسی آدمی کو برائی سے منع کیا تو اُس نے دھمکی دی کہ تجھے پتاہے فلاں تھانیدار میرا دوست ہے۔ یہ کہنے لگے کہ یااللہ میری تو تیرے ساتھ ہی دوستی ہے۔ مجھے تو اپنے اللہ پر بھروسہ ہے۔

انسان کا ایمان بولتاہے۔ ہمارے عمل سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ ہماری باتوں میں اَثر تب آئے گا جب ہمارے اندر سچا ایمان ہو گا۔ جب ہمارے عمل بہترین ہونگے۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ بہترین جہاد جابر حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔ تو جب اُن جادو گروں نے اُس وقت کے بادشاہ کے سامنے ایمان قبول کیا تو اُس کو بہت غصّہ آیا۔

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٢٣﴾ فرعون نے کہا تم اس پر میری اجازت سے پہلے ہی ایمان لے آئے

یہ تو مکر ہے جو تم سب نے اس شہر میں بنایا ہے تا کہ اس شہر کے رہنے والوں کو نکال دو سو اب تمہیں معلوم ہو جائے گا(۱۲۳)

ڈکٹیٹر کو غصّہ آ گیا۔ فرعون کے اِرد گرد کے لوگ خوشامدی اور چاپلوس قسم کے تھے۔ بجائے اِس بات کہ اُسے سمجھاتے اُس کے غصّے کو خوب ہوا دی۔ ظالم حکمران صرف اپنی مرضی کرنا چاہتے ہیں۔

ہم سب اپنا جائزہ لیں۔ ہمیں اپنے ارد گرد کیسے لوگ اچھے لگتے ہیں؟ کیا ہم دوست آپس میں ایک دوسری کی تعریفیں کرتی رہتی ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہئیے۔ اپنی ذات سے اوپر اُٹھ کر دیکھیں۔

سورۃ آلِ عمران میں ہم نے اپنے پیارے نبیؐ کی شخصیت کے بارے میں پڑھا تھا۔ وہ رحمتٌ للعالمین تھے۔ اپنے ساتھیوں کی نیکی کے کام میں حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ ساتھیوں سے مشورے کرتے تھے۔ آمر اور ڈکٹیٹر حکمران صرف اپنی حکومت ہی چاہتا ہے۔ فرعون خود تو بُرا تھا ہی، اُس کے دوست بھی اُس کو غلط مشورے تھے۔ پھر وہی ہوتا ہے کہ؛

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔

سورۃ کہف میں ہے؛

وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ وَلَا تَعۡدُ عَيۡنٰكَ عَنۡهُمۡ ۚ تُرِيۡدُ زِيۡنَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا

کہنانہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیاہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیاہے اور اسکا معاملہ حد سے گزراہواہے (۲۸)

رسول پاکؐ کی بہت پیاری دُعاہے کہ؛ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا ، وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا ، وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔۔۔یااللہ قیامت کے دِن مجھے مساکین کے ساتھ رکھنا۔

اپنے دوست چیک کریں۔ مطلب پرست اور خودغرض قسم کے تعریفیں کرتے رہتے ہیں۔ دین کے سچے دوست اور ساتھی بنائیں۔ جو آپ کو نیکی کے کاموں میں ساتھ لے کر چلیں۔ مشکل وقت میں آپ کے دکھ درد کے ساتھی بنیں اور اچھے مشورے دیں۔

فرعون کے ساتھیوں نے اُس کو رسّی سے ڈرادیا۔ وہ فرعون کی لاٹھی سے نہیں ڈرتا تھابلکہ اُس پیغام سے ڈر گیا تھا۔ کہ سب جہانوں کے ربّ کی بات ماننی پڑے گی۔ اللہ کی اطاعت سے ڈرتا تھا۔ آج لوگ اسلام سے اسی لئے ڈرتے ہیں کہ اللہ کی شریعت کی پابندی کرنی پڑے گی۔

آج اسی لئے لوگ حجاب سے ڈرتے ہیں۔ لوگ مسلم آئیڈیالوجی سے ڈرتے ہیں۔ اگر آج ہم اسلام پر خود چل پڑیں تو غیر مسلموں کو اسلام سے ڈر لگے گا۔ وہ نہیں چاہتے کہ اسلام عام ہو جائے۔ کیونکہ پھر مسلم کامیاب ہونگے۔ پوری دُنیا پر حکمرانی کرینگے۔

اللہ سے دعاکریں کہ اللہ ہمیں ذہنی غلامی سے نکال دے۔ آمین

جو لیڈر خود اندر سے کمزور ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھیوں پر بھی بھروسہ نہیں کرتے۔ وہ اپنے ہی ساتھیوں کو بُرابھلا کہنے لگا۔

۔۔۔۔۔ یہ تو مکر ہے جو تم سب نے اس شہر میں بنایا ہے تا کہ اس شہر کے رہنے والوں کو نکال دو سو اب تمہیں معلوم ہو جائے گا(۱۲۳) ۔

آپ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلیں اور اُن پر اعتماد رکھیں۔ فرعون تو اپنے جادو گروں اور شہر والوں کو اس طرح کی باتیں کہنے لگا۔

پھر آپ یہ دیکھیں کہ بعض اوقات اللہ اپنے دین کے کام فاسقوں سے بھی لے لیتا ہے۔ اللہ نے کیسا سبب بنایا کہ فرعون نے خود سارا شہر اکٹھا کر لیا۔ موسیٰؑ کی بات سارے شہر والوں تک پہنچ گئی۔ سب کے سامنے جادو گروں نے اللہ کو سجدہ کر دیا۔ کئی لوگ مسلمان ہو گئے۔

آج بھی یہی ہو رہا ہے کہ اسلام پوری دُنیا میں پھیل رہا ہے۔ کئی لوگ اسلام سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اگر ہم اپنے ذرائع اللہ کے دین پر نہیں لگا رہے تو اللہ کو ہماری ضرورت نہیں ہے۔ اللہ اپنے دین کے کام کسی اور سے لے لے گا۔ وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو اپنے آپ کو دین کے کاموں میں لگا دیتے ہیں۔

ایک حدیثؐ کا خلاصہ ہے کہ اسلام گھر گھر پہنچ جائے گا۔ آپ دیکھ لیں آج انٹرنیٹ کے ذریعے آج ہر شخص تک اسلام پہنچ گیا ہے۔ ہم کچھ نہ بھی کرینگے تو اللہ کے دین کا کام ہو تا رہے گا۔